



تَمِّمُوا رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ
هُدًى وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ
(الفرقان)

رَمَضَانَ الْبَلَّغِ کے احکام و مسائل

قرآن مجید و احادیث صحیحہ کی روشنی میں

نظر ثانی

حافظ صالح الدین یوسف حفظہ اللہ



تالیف

حافظ ابوالحسن علی بن ابی طالب



فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
18	اعتکاف کے احکام و مسائل	۲۷	۳	۱ نیکیوں کا موسم بہار
20	اختتامِ اعتکاف	۲۸	4	۲ روزہ
21	شب قدر کی فضیلت	۲۹	6	۳ سحری و افطاری کے احکام
22	لیلیۃ القدر کی تلاش	۳۰	6	۴ مفسداتِ روزہ
22	شب قدر سے محرومی	۳۱	6	۵ جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے
22	لیلیۃ القدر کی نشانیاں	۳۲	7	۶ جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا
23	شب قدر کی خصوصی دعا	۳۳		۷ کن لوگوں کو روزہ نہ رکھنے اور بعد میں
23	صدقہ فطر کے احکام و مسائل	۳۴	8	قضا کرنے کی رخصت ہے؟
23	فرضیتِ صدقہ	۳۵	8	۸ مانع حیض گولیوں کا استعمال
23	صدقہ فطر کے لیے صاحبِ نصاب ہونا شرط نہیں	۳۶	9	۹ قیامِ رمضان
24	صدقہ فطر کا مقصد	۳۷	9	۱۰ قرآن مجید
24	صدقہ فطر کی ادائیگی	۳۸	10	۱۱ دعا و مناجات
24	صدقہ فطر کس جنس سے ادا کیا جائے	۳۹	10	۱۲ عمرہ
25	صدقہ فطر کی مقدار	۴۰	10	۱۳ صدقہ و خیرات
25	صدقہ فطر کا مصرف	۴۱	11	۱۴ روزے افطار کرانا
25	عید الفطر کے احکام و مسائل	۴۲	11	۱۵ نمازوں کی پابندی کیجیے
25	غسل کرنا	۴۳	11	۱۶ اخلاقِ حسنہ اپنائیے
25	عید کے دن روزہ منع ہے	۴۴		۱۷ گالی گلوچ، ہنسی مذاق اور بے ہودہ
25	کھجوریں کھانا	۴۵	11	باتوں سے اجتناب کیجیے
25	عید گاہ کو نکلتا	۴۶	11	۱۸ سگریٹ چھوڑنے کی کوشش کیجیے
26	عید کا وقت	۴۷	12	۱۹ زیادہ کھانے سے پرہیز کیجیے
26	مستوراتِ عید گاہ ضرور جائیں	۴۸	12	۲۰ سینما اور ٹیلی ویژن سے اجتناب کیجیے
27	تکبیرات	۴۹	12	۲۱ دیر تک جاگنے سے پرہیز کیجیے
27	عیدین کی نماز پہلے اور خطبہ بعد میں دینا مسنون ہے	۵۰	12	۲۲ نمازِ تراویح
28	نمازِ عید کا مسنون طریقہ	۵۱	16	۲۳ وتر پڑھنے کا طریقہ
29	مبارک بادینے کا طریقہ	۵۲	17	۲۴ قنوتِ وتر
29	شوال کے چھ روزے	۵۳	17	۲۵ اعتکاف
30	عقیدہ تو حید تمام نیک اعمال کی بنیاد ہے	۵۴	18	۲۶ اعتکاف کا لغوی اور شرعی معنی

نیکوں کا موسم بہار

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، اَمَّا بَعْدُ!
رمضان، رَمَضٌ سے ہے جس کے معنی ہیں: جلانا، زمین کی تپش سے پاؤں کا جلنا، یہ مہینہ
گناہوں کو جلا کر نیست و نابود کر دیتا ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ نہایت عظمت و سعادت کا مہینہ ہے۔ اسی ماہ مبارک میں قرآن
مجید لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
”رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے باعثِ ہدایت اور
حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔“^(۱)

اسی ماہ مبارک میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند
کر دیئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے
اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی دروازہ کھلا نہیں
رہنے دیا جاتا۔ اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی
دروازہ بند نہیں رہنے دیا جاتا۔ اور ایک پکارنے والا (فرشتہ) پکار کر کہتا ہے: اے
بھلائی کے چاہنے والے! آگے بڑھ (اور دیر نہ کر)۔ اور اے برائی کے چاہنے
والے! باز آ جا۔ اور اللہ تعالیٰ جہنم سے (کچھ) لوگوں کو آزاد کرتا ہے۔ اور
(رمضان میں) ہر رات کو ایسا ہوتا ہے۔“^(۲)

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ ہر روز افطار کے وقت لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔“^(۳)

روزہ

✽ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”روزہ ایک ڈھال ہے جس کے ذریعے سے بندہ جہنم کی آگ سے بچتا ہے۔“^(۱)

✽ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے اللہ ﷻ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کی مسافت کے برابر دور کر دے گا۔“^(۲)

جب نفلی روزوں کا اجر و ثواب اس قدر زیادہ ہے تو رمضان المبارک کے فرض روزوں کا جو اجر و صلہ ملتا ہے، اس کا تو اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا۔

✽ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (دکھلاوے کے لیے نہیں) تو اس کے گزشتہ صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔“^(۳)

✽ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”انسان جو بھی نیک عمل کرتا ہے، اس کا اجر اسے دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ملتا ہے۔ لیکن روزے کے ثواب کی بابت اللہ عز و جل فرماتا ہے: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا، کیونکہ روزے دار اپنی خواہشات اور کھانا پینا صرف میری خاطر چھوڑتا ہے، روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی روزہ افطار کرتے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری خوشی اسے اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملے گا اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ ﷻ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔“^(۴)

مسلمان بھائیو اور بہنو!

(۱) مسند أحمد: 396/3. (۲) صحیح البخاری: 31/4، و صحیح مسلم: 159/3. (۳) صحیح البخاری: 16/1، و صحیح مسلم: 177/2. (۴) صحیح البخاری: 31/3، و صحیح مسلم: 157/3.

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کیے ہیں۔

روزہ جہاں ایک عبادت ہے، وہاں اس کے مزید بہت سے فائدے بھی ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

1 روزے سے انسان کے نفس کی اصلاح ہوتی ہے۔ نظم و اطاعت، تقویٰ و پرہیزگاری اور صبر و خلوص کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا:

”اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیزگار بنو۔“⁽¹⁾

جن لوگوں میں روزہ رکھنے کے باوجود کوئی تبدیلی نہیں آتی، ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کتنے ہی روزے دار ہیں جنہیں ان کے روزے سے سوائے پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی شب بیدار ہیں جنہیں ان کی شب بیداری سے سوائے تھکاوٹ اور بے خوابی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔“⁽²⁾

یہ کون سے بدنصیب روزے دار ہوں گے جنہوں نے روزے رکھ کر بھوک و پیاس کی تکلیف تو برداشت کی ہوگی لیکن روزے کے اجر و ثواب سے محروم رہیں گے؟

یقیناً یہ وہی لوگ ہوں گے جن کے اندر روزے سے اللہ ﷻ کا خوف پیدا ہوتا ہے نہ اخلاق و کردار کی بلندی اور نہ انہیں روزے کے دیگر فوائد و ثمرات ہی حاصل ہوتے ہیں۔ جس کے سبب ان کی روحیں انوار الہی کی غذا سے محروم اور ان کی جھولیاں فیضان الہی سے یکسر خالی رہتی ہیں۔ [اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ]

2 روزہ رکھنے سے نظام ہضم اور معدے کو مسلسل کام کرنے سے کچھ راحت ملتی ہے۔ بدن کے بے کار مادے جل جاتے ہیں، جسم طاقتور ہوتا ہے اور بہت سی دوسری بیماریوں کا علاج ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ روزہ سگریٹ نوش حضرات کو سگریٹ نوشی سے باز رکھتا ہے اور سگریٹ

(1) البقرة 2: 183. (2) سنن الدارمی: 390/2، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

جیسی جان لیوا چیز سے جان چھڑانے میں سہولت پیدا کرتا ہے۔

3 روزے دار کے دل میں دوسرے روزے دار مسلمانوں سے برابری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ جب وہ ان کے ساتھ مل کر روزہ رکھتا اور افطار کرتا ہے تو اسلامی وحدت کا شعور پیدا ہوتا ہے اور جب اسے بھوک محسوس ہوتی ہے تو اسے بھوکے اور محتاج بھائیوں کی مدد کا احساس ہوتا ہے۔

سحری و افطاری کے احکام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے کرے، کیونکہ یہ بابرکت چیز ہے اور اگر کھجور نہ ملے تو پاکیزہ پانی ہی کافی ہے۔“⁽¹⁾

رسول اللہ ﷺ افطاری کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

((ذَهَبَ الظَّمْأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَنَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ))

”پیس دور ہوگئی، رگیں تر ہو گئیں اور اگر اللہ نے چاہا تو روزے کا اجر و ثواب ثابت ہو گیا۔“⁽²⁾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میری امت (کے لوگ) اس وقت تک خیر اور بھلائی میں رہیں گے جب تک افطاری میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرتے رہیں گے۔“⁽³⁾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانا بابرکت ہے۔“⁽⁴⁾

مفسداتِ روزہ

روزہ توڑنے والی چیزوں کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا واجب ہوتی ہے، وہ یہ ہیں:

(1) سنن الترمذی، حدیث: 658. (2) سنن أبی داود: 278/2. (3) صحیح الجامع الصغیر، حدیث: 13240. (4) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (5) صحیح البخاری: 37/3، و صحیح مسلم: 130/3.

① قصداً کھانا پینا۔ ② ارادۃً قے کرنا۔ ③ حیض اور نفاس کے خون کا جاری ہونا، خواہ سورج غروب ہونے سے پہلے ہی ہو۔ ④ کسی بھی ذریعے سے منی خارج کرنا، اس کا سبب بیوی سے بوس و کنار اور معانقہ کرنا ہو یا مشیت زنی کرنا، ان تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا ضروری ہوگی۔

یادر ہے احتلام (خواب میں منی خارج ہونے) کی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ یہ غیر اختیاری فعل ہے۔

دوسری قسم: وہ چیز جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا و کفارہ دونوں لازم آتے ہیں، وہ جمہور کے نزدیک صرف جماع ہے اور کوئی چیز نہیں۔

✽ روزہ توڑنے کا کفارہ: ایک غلام آزاد کرنا یا دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھنا یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا۔^①

نوٹ: زبان کی حفاظت نہ کرنے، جھوٹ بولنے اور نافرمانی و بغاوت، عیب جوئی اور گالی گلوچ کرنے سے بھی روزے کا ثواب ختم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے روزہ رکھنے کے باوجود جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ ایسا شخص اپنا کھانا پینا چھوڑے۔“^②

✽ جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا، وہ یہ ہیں:

بھول کر کھاپی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی بھول کر کھا پی لے تو اپنا روزہ پورا کرے؛ کیونکہ اُسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔“^③ چنانچہ اس پر قضا ہے نہ کفارہ۔ خود بخود قے آنا، بچے کو دودھ پلانا، نکسیر آنا، ٹیسٹ وغیرہ کے لیے خون دینا، دانتوں سے خون نکلنا، آنکھوں یا کانوں میں قطرے ڈالنا، انگوٹھا چوسنا، خوشبو سونگھنا، بلڈ پریشر کے باعث ہونے والی سانس کی تنگی کو دور کرنے کے لیے منہ میں دوائی سپرے کرنا، مسواک کرنا، کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بشرطیکہ اس میں

مبالغہ نہ ہو، بیوی کا بوسہ لینا اور اس سے بغل گیر ہونا بشرطیکہ اپنے جذبات پر کنٹرول ہو بصورت دیگر اس سے باز رہے، سر کے بالوں اور داڑھی پر مہندی لگانا، ضرورت کے تحت کھانا چکھنا، گوشت یا رگ میں ٹیکہ لگوانا، گردوغبار یا مکھی وغیرہ کا حلق میں چلے جانا، احتلام۔

کن لوگوں کو روزہ نہ رکھنے اور بعد میں قضا کرنے کی رخصت ہے؟

عارضی مریض، مسافر، حیض اور نفاس والی خواتین، حاملہ اور مرضہ، یعنی وہ عورتیں جو حمل سے ہوں یا ان کی گود میں شیر خوار بچہ ہو، اگر وہ روزہ رکھنے میں تکلیف محسوس کریں تو روزہ چھوڑ سکتی ہیں۔ لیکن بعد میں چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا ضروری ہے۔

دائمی مریض اور شیخ کبیر (ایسا بوڑھا جو روزہ رکھنے سے عاجز ہو اور دن بدن اس کی صحت کمزور سے کمزور تر ہو رہی ہو اور آئندہ کے لیے اسے طاقتور ہونے کی کوئی امید بھی نہ ہو) کو چاہیے کہ وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا کر کفارہ ادا کریں۔^(۱)

نابالغ بچوں پر روزہ فرض نہیں تاہم ان کی طاقت کے مطابق ان سے روزے رکھوائے جائیں تاکہ ایک تو وہ اس کے عادی ہو جائیں، دوسرے ان کے اندر یہ شعور پختہ ہو جائے کہ بالغ ہونے کے بعد روزہ رکھنا ان کے لیے ضروری ہوگا۔

مانع حیض گولیوں کا استعمال

مانع حیض گولیوں کا استعمال نہ تو رمضان المبارک میں درست ہے نہ کسی اور مہینے میں، اس لیے کہ ایسی دوائیں نقصان سے خالی نہیں ہوتیں۔

یہ بات معلوم ہے کہ حیض کا خون طبعی طور پر خارج ہوتا ہے، لہذا جب کسی طبعی چیز کو اس کے وقت میں روک دیا جاتا ہے تو اس سے جسم میں نقصان پہنچنا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ اطباء کی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ گولیاں عورت کے رحم، اعصاب اور خون کے لیے انتہائی مضر ہیں

اور مضر چیز ممنوع ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بہت سی عورتیں جو ایسی گولیاں استعمال کرتی ہیں، ان کی ماہانہ عادت بگڑ جاتی ہے اور وہ بیمار رہنے لگتی ہیں۔ نماز یا خاوندوں کے ساتھ مباشرت اور اس کے علاوہ دیگر افعال میں بھی شک و شبہ کا شکار ہوتی ہیں، اس لیے اسے حرام تو نہیں کہا جاسکتا لیکن عورتوں کے لیے اسے پسند بھی نہیں کیا جاسکتا؛ کیونکہ اس میں نقصان کا اندیشہ ہے۔ خواتین کے لیے یہی بہتر ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو ان کی تقدیر میں لکھ دیا ہے، اسی پر رضامند رہیں۔ نبی ﷺ حجۃ الوداع کے سال ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو وہ رو رہی تھیں اور انہوں نے عمرے کا احرام باندھا ہوا تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں کیا ہوا ہے؟ شاید کہ تم حائضہ ہو گئی ہو؟“ انہوں نے کہا جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو ایسی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر لازم قرار دیا ہے۔“^(۱)

اس لیے عورتوں کو چاہیے کہ صبر و احتساب ہی سے کام لیں اور جب حیض کی وجہ سے نماز و روزہ میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو ذکر کا دروازہ بلاشبہ کھلا ہے، وہ اللہ ﷻ کا ذکر کریں، تسبیح کریں، صدقہ و خیرات کریں، قول و فعل سے لوگوں پر احسان کریں اور گناہوں سے بچیں۔ یہ افضل ترین کام ہیں۔

قیام رمضان

رمضان المبارک میں ایک بہت بڑی فضیلت والا عمل قیام رمضان ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے ایمان کی حالت میں طلب ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا، اس کے کچھلے سارے (صغیرہ) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“^(۲)

قرآن مجید

رمضان المبارک کا قرآن مجید سے خصوصی تعلق ہے۔ اسی مہینے میں قرآن کا نزول ہوا۔

اسی لیے نبی ﷺ اس مہینے میں قرآن کریم کی بہت زیادہ تلاوت کرتے تھے۔

(۱) صحیح البخاری: 5/2110، و صحیح مسلم: 4/30۔ (۲) صحیح مسلم: 2/176۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”روزہ اور قرآن کریم قیامت کے دن بندے کے لیے سفارش کریں گے۔“⁽¹⁾

دعا و مناجات

قرآن میں اللہ جل شانہ نے رمضان المبارک کے احکام و مسائل کے درمیان دعا کی ترغیب بیان فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور (اے نبی!) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو بے شک میں قریب ہوں (اپنی صفات، یعنی سننے، دیکھنے، جاننے اور قدرت رکھنے کے اعتبار سے، البتہ وہ اپنی ذات کے اعتبار سے ساتویں آسمان کے اوپر اپنے عرش پہ مستوی ہے جیسے اس کے شایانِ شان ہے) میں دعا کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھ سے دعا کریں۔ پس چاہیے کہ وہ بھی میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔“⁽²⁾

اس لیے اس مہینے میں اپنے لیے، اہل و عیال کے لیے اور امت مسلمہ کے لیے خوب دعائیں کی جائیں، خصوصاً افطاری کے وقت اور رات کے آخری پہر میں۔

عمرہ

رمضان المبارک میں عمرے کی سعادت حاصل کرنا رسول اکرم ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے اجر و ثواب کے برابر ہے۔⁽³⁾

صدقہ و خیرات

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”نبی محترم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور سب سے زیادہ سخی آپ ﷺ اس وقت ہوتے تھے جب رمضان المبارک میں آپ ﷺ سے جبرئیل علیہ السلام کی ملاقات ہوتی، اس وقت رسول اللہ ﷺ تیز آندھی سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔“⁽⁴⁾

روزے افطار کرانا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے کسی روزے دار کا روزہ کھلوا یا تو اس کو بھی روزے دار کے مثل اجر ملے گا، بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ روزے دار کے اجر میں کوئی کمی کرے۔“^(۱)

نمازوں کی پابندی کیجئے

بہت سے روزے دار ایسے ہیں جو نماز پڑھنے سے غفلت برتتے ہیں، حالانکہ نماز دین کا ستون ہے جسے چھوڑنا کفر ہے۔

اخلاق حسنہ اپنائیے

کفریہ باتیں نہ کریں۔ دینی شعائر کا احترام کریں۔ استہزاء سے باز رہیں۔ کسی کو برا بھلا کہنے اور لڑنے جھگڑنے سے اجتناب کریں۔ لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آئیں کیونکہ روزہ برے اخلاق نہیں سکھاتا بلکہ اعلیٰ اور عمدہ اخلاق کی تعلیم دیتا ہے۔

گالی گلوچ، ہنسی مذاق اور بے ہودہ باتوں سے اجتناب کیجئے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس دن تم میں سے کوئی روزے کی حالت میں ہو تو وہ گالی گلوچ اور بے ہودہ باتیں نہ کرے۔ اگر کوئی اس کو گالیاں دے یا اس سے جھگڑا کرے تو یہ کہہ دے کہ میں تو روزے دار ہوں۔“^(۲)

سگریٹ چھوڑنے کی کوشش کیجئے

روزے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سگریٹ چھوڑنے کی کوشش کیجئے کیونکہ سگریٹ نوشی کینسر اور السر جیسی خطرناک بیماریوں کا سبب بنتی ہے۔ اپنے آپ کو صاحب عزم و ہمت انسان بنائیے۔ اپنی صحت اور مال کی حفاظت کرتے ہوئے افطاری کے بعد بھی سگریٹ نوشی سے اسی طرح باز رہیے جیسے روزے کی حالت میں باز رہے۔

زیادہ کھانے سے پرہیز کیجیے

روزہ افطار کرتے ہوئے زیادہ کھانا مت کھائیے؛ کیونکہ اس سے روزے کے طبی فوائد ضائع ہو جاتے ہیں اور صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔

سینما اور ٹیلی ویژن سے اجتناب کیجیے

سینما اور ٹیلی ویژن انسانی اخلاق کو بگاڑتے ہیں اور ہلاکت و بربادی کی راہ ہموار کرتے ہیں، نیز یہ روزے کے منافی چیزیں ہیں، لہذا ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

دیر تک جاگنے سے پرہیز کیجیے

رات دیر تک جاگ کر سحری اور نماز فجر کو ضائع نہ کریں، بلکہ نماز فجر ادا کرنے کے بعد صبح سویرے اپنے کام میں مصروف ہو جائیں؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی ہے۔ ”اے اللہ! میری امت کے لیے صبح کے اوقات میں برکت پیدا فرما دے۔“^(۱)

رمضان المبارک میں سر عام روزہ خوری سے بچئے

جس طرح جان بوجھ کر روزہ چھوڑ دینا بڑا جرم ہے، اسی طرح سر عام روزہ خوری بھی سنگین جرم ہے۔ یہ اللہ جبار و قہار کے خلاف جرأت مندی، اسلام کا مذاق اڑانے اور لوگوں میں برائی و بے حیائی پھیلانے کے مترادف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میں نے (جہنم میں) کچھ لوگ اٹے لٹکے ہوئے دیکھے جن کے مونہوں کو چیر پھاڑ دیا گیا تھا اور ان سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ وقت سے پہلے افطار کر لیا کرتے تھے۔“^(۲)

نماز تراویح

..... تراویح، ترویجہ کی جمع ہے۔ اس میں صحابہ و تابعین چونکہ سنت نبوی ﷺ کے

مطابق لمبا قیام کرتے تھے، اس لیے ہر دوسرے سلام پھیرنے، یعنی چار رکعات کے بعد آرام و راحت کے لیے وقفہ ہوتا تھا۔ یوں اس کا نام تراویح پڑ گیا۔

❁..... اس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر رات کے آخری پہر، طلوع فجر تک ہے۔ اس دوران میں کسی بھی وقت اسے پڑھا جاسکتا ہے۔

❁..... نماز تراویح کو رمضان المبارک کی مخصوص نماز سمجھا جاتا ہے، حالانکہ یہ رمضان کے ساتھ مخصوص ہے نہ یہ رمضان کی کوئی مخصوص نماز ہی ہے۔ یہ قیام اللیل یا نماز تہجد ہی ہے جس کا پڑھنا سارا سال مستحب ہے اور یہ اہل صلاح و تقویٰ کا معمول رہا ہے۔ اس لیے اسے اول وقت میں اور باجماعت پڑھنے یا نیا نام رکھنے کی وجہ سے، تہجد سے مختلف سمجھنا بالکل بے اصل اور بلا دلیل ہے۔

❁..... رمضان المبارک میں لوگوں کی آسانی کے لیے اسے عشاء کی نماز کے بعد متصل ہی پڑھ لیا جاتا ہے تاکہ ہر شخص اس کی فضیلت کو حاصل کر سکے۔ اسی وجہ سے اس کی جماعت کا بھی اہتمام ہوتا ہے، کیونکہ فرداً فرداً ہر شخص کے لیے اس کا پڑھنا مشکل ہے۔

❁..... بعض لوگ کہتے ہیں کہ باجماعت تراویح ادا کرنا بدعت ہے کیونکہ اس کا رواج سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوا۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں، خود رسول اللہ ﷺ سے باجماعت تراویح پڑھنا ثابت ہے۔ پھر یہ عمل بدعت کیوں کر قرار پاسکتا ہے؟ درمیان میں محض وقفے سے تو یہ عمل بدعت نہیں ہو جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے تو صرف فرضیت کے اندیشے سے اس کو جاری نہیں رکھا، ورنہ آپ ﷺ کی تو خواہش تھی کہ اسے پڑھا جائے، پھر جب فرضیت کا اندیشہ ختم ہو گیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اجتماعیت کا رنگ دے کر یقیناً نبی ﷺ ہی کی خواہش کو پورا کیا ہے اور آپ ﷺ ہی کے عمل کو آگے بڑھایا ہے تاہم اگر کوئی شخص آخر شب میں انفرادی طور پر اس کے پڑھنے کا اہتمام کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ لیکن عام لوگوں کے لیے چونکہ ایسا کرنا ممکن نہیں اور وہ شب کے آخر میں اپنے طور پر اسے ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تو ایسے حالات میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اقدام بالکل صحیح اور جائز ہے۔

اگر ایسا نہ کیا جائے تو چند افراد کے سوا عام مسلمان قیام اللیل کے اجر و ثواب سے محروم رہیں گے، جو ایک بہت بڑی محرومی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے امام کے فارغ ہونے تک امام کے ساتھ قیام کیا (نماز تراویح

باجاماعت ادا کی)، اس کے لیے ساری رات کے قیام کا ثواب لکھا جائے گا۔⁽¹⁾

❁.....: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان میں آٹھ رکعات قیام رمضان پڑھایا، پھر (تین) وتر پڑھائے۔⁽²⁾

رسول اکرم ﷺ کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جناب تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو باجماعت تراویح پڑھانے کا جو حکم دیا، وہ بھی گیارہ رکعتوں ہی کا تھا جو صحیح سند سے ثابت ہے۔⁽³⁾

❁.....: أم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔⁽⁴⁾

❁.....: صحیح بخاری شریف کی جس حدیث میں 13 رکعات کا ذکر ہے تو اس سے مراد 8 رکعات تراویح اور 5 وتر ہیں؛ کیونکہ وتر ایک تا 9 پڑھے جاسکتے ہیں۔

❁.....: سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کی: ”اللہ کے رسول ﷺ! آج (رمضان کی) رات مجھ سے ایک کام سرزد ہو گیا ہے..... میرے گھر کی خواتین نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں، لہذا ہم آپ کے ساتھ تراویح پڑھیں گی تو میں نے انہیں 8 رکعات تراویح اور وتر پڑھائے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: گویا رسول اللہ ﷺ نے اسے پسند کیا اور کچھ نہیں کہا (اسے تقریری حدیث کہتے ہیں)۔⁽⁵⁾

❁.....: بیس رکعات تراویح کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ ایک روایت میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ منقطع ہے، لہذا اس کے ثبوت میں جتنی روایات پیش کی جاتی ہیں، وہ سب ضعیف ہیں جس کا اعتراف خود محقق علمائے احناف نے بھی کیا ہے۔

(1) سنن الترمذی: 169/3. (2) صحیح ابن حزمہ: 138/2. (3) موطأ مالک: . (4) صحیح بخاری: 66/2، و صحیح مسلم: 166/2. (5) مسند أبی یعلیٰ: 336/3.

✽..... تراویح، یعنی قیام رمضان میں لمبا قیام مسنون ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ قرآن مجید ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھا جائے لیکن عام مساجد میں جس طرح قرآن مجید تراویح میں پڑھا اور سنا جاتا ہے کہ (يَعْلَمُونَ، تَعْلَمُونَ) کے علاوہ کوئی لفظ سمجھ میں نہیں آتا اور جتنی سرعت اور برق رفتاری سے رکوع، سجود اور قومہ وغیرہ کیا جاتا ہے۔ کیا اس طرح قرآن کریم اور نماز کا حلیہ بگاڑنے سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے قرب کی توقع کی جاسکتی ہے؟

ہرگز نہیں!! تیزی اور روانی میں قرآن حکیم کے سارے اعجاز فصاحت و بلاغت اور اس کے انداز و تبشیر کے پہلو کو یکسر فراموش کر دیا جائے اور نماز کی ساری روح مسخ کر دی جائے، پھر امید رکھی جائے کہ ہمیں اجر و ثواب ملے گا!! یہ سراسر بھول، فریب نفس، شیطانی بہکاوا اور وسوسہ اور ہماری نادانی اور جہالت ہے۔

اجر و ثواب حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن مجید میں حسن تجوید اور ترتیل کا اور اسی طرح نماز کے ہر رکن میں اعتدال کا خیال رکھیں، جیسا کہ ان دونوں باتوں کی تاکید کی گئی ہے۔ اس کے بغیر قرآن مجید کا پڑھنا اور سننا کا رثواب ہے نہ تراویح ہی کی کوئی اہمیت۔

✽..... قرآن میں ساری رات نہیں بلکہ رات کا کچھ حصہ قیام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔⁽¹⁾ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”میں نہیں جانتی کہ اللہ کے نبی ﷺ نے کبھی ایک رات میں سارا قرآن پڑھا ہو یا صبح تک ساری رات نماز پڑھی ہو۔“

علاوہ ازیں جب رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی خاتون دیکھی جو ساری رات سونے کی بجائے نماز پڑھتی تھی تو آپ ﷺ نے اسے خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

”باز آ جاؤ! اتنا ہی عمل کرو جس پر (بیشکی کرنے کی) تمہیں طاقت ہو۔ اللہ ﷻ (اجر دیتے ہوئے) نہیں اکتاتا، تم ہی اکتا جاؤ گے۔“⁽²⁾

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ بعض مساجد میں شبینہ کے نام پر ساری ساری رات جو اجتماعی کام کیا جاتا ہے اور اس میں مکمل قرآن پاک پڑھا جاتا ہے، یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں قطعاً پسندیدہ فعل نہیں۔ اگر مختلف قراء بھی باری باری امامت کرائیں، پھر بھی ایک رات ہی میں

قرآن کریم ختم کرنے کی وجہ سے قراءت میں جو تیزی پیدا ہوتی ہے، وہ شرعاً آداب تلاوت کے خلاف ہے، مزید برآں یہ ایسا کام ہے جس کا اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے نہ ترغیب، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ [اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطا فرمائے]

❁..... رات کی نفل نماز میں قرآن مجید سے دیکھ کر تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا غلام ذکوان قرآن مجید سے دیکھ کر امامت کرایا کرتا تھا۔^(۱)

❁..... اگر عورتیں مسجد میں جا کر باجماعت تراویح پڑھنا چاہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی بندویں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔“ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”اگر کوئی عورت مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے اپنے خاوند سے اجازت طلب کرے تو اسے روکا نہ جائے۔“^(۲)

تاہم اس کی کچھ شرائط ہیں جنہیں مد نظر رکھنا ہر مسلمان خاتون کے لیے از حد ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہیں: ① خاوند کی اجازت سے جائے ② محرم کے ساتھ جائے ③ زیب وزینت اور خوشبو سے پرہیز کرے ④ پردہ کی حالت میں جائے ⑤ راستے کے کنارے چلے ⑥ نگاہیں پست رکھے ⑦ شرم و حیا کے ساتھ چلے ⑧ اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہے اور اس کی ایک ایک حرکت سے واقف ہے، لہذا اس کی نافرمانی اور بغاوت سے بچا جائے۔

وتر پڑھنے کا طریقہ

❁..... سیدنا ابوالایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”وتر ہر مسلمان پر حق ہے، پس جو شخص پانچ رکعات وتر پڑھنا چاہے تو پانچ رکعات پڑھے۔ اور جو کوئی تین رکعات وتر پڑھنا چاہے تو تین رکعات پڑھے۔ اور جو ایک رکعات وتر پڑھنا چاہے تو ایک رکعات وتر پڑھے۔“^(۳)

❁..... تین وتر پڑھنے ہوں تو ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ یا پھر دو تشہد اور دو سلام کے ساتھ پڑھے جائیں۔ ان دونوں طریقوں میں مغرب کی نماز سے مشابہت نہیں ہوتی؛ کیونکہ وتر میں مغرب کی مشابہت سے روکا گیا ہے۔^(۴)

..... اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔⁽¹⁾

قنوت وتر

..... قنوت وتر رسول اللہ ﷺ سے صرف رکوع میں جانے سے پہلے قراءت سے فارغ ہونے کے بعد ثابت ہے۔⁽²⁾ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی جس روایت میں رکوع کے بعد قنوت کا ذکر ہے، وہ نماز فجر کے متعلق ہے۔ قنوت وتر کے متعلق نہیں، جیسا کہ اسی حدیث میں یہ ذکر موجود ہے۔⁽³⁾

..... قنوت نازلہ فرض نماز میں رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر کی جاسکتی ہے۔⁽⁴⁾
..... دعائے قنوت کے لیے اللہ اکبر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھانے والی تمام روایات باطل ہیں۔ اس کا کوئی صحیح ثبوت موجود نہیں۔⁽⁵⁾

..... دعائے قنوت میں ”رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ“ کے بعد ”نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوبُ إِلَيْكَ“ کے الفاظ رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں موجود نہیں۔ ان سے اجتناب ضروری ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک آدمی کو چھینک آئی تو اس نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ، یہ سن کر ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: میں بھی ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ“ کہہ سکتا ہوں، مگر رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر ہمیں یہ تعلیم نہیں دی بلکہ یہ فرمایا ہے کہ چھینک آنے پر ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ“ پڑھا جائے۔⁽⁶⁾

اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں کی جانے والی عبادات میں سے ایک عبادت اعتکاف بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ اس کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ رمضان المبارک کے آخری دس دن رات مسجد کے ایک گوشے میں گزارتے اور دنیاوی معمولات و تعلقات سے

(1) السنن الکبریٰ للبیہقی: 5050. (2) صحیح ابن ماجہ: 970. (3) إرواء الغلیل: 160/2. (4) صحیح البخاری: 340/1. (5) تحفة الأحوذی. (6) سنن الترمذی: 81/5، رقم الحدیث: 2738.

کنارہ کشی اختیار فرمالیتے۔^(۱)

اعتکاف کا لغوی اور شرعی معنی

لفظ اعتکاف، ثلاثی مزید فیہ باب افتعال سے مصدر ہے اور یہ لفظ ”عکوف“ سے ماخوذ ہے جس کا مطلب جھک کر یکسوئی سے بیٹھ رہنا ہے۔ اصطلاح شریعت میں اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مسلمان دنیا کے سارے کام چھوڑ کر خلوص نیت سے محض عبادتِ الہی کی غرض سے ایک خاص مدت کے لیے جامع مسجد کا ایک گوشہ اپنے لئے مخصوص کر لے اور اس میں اقامت گزیر ہو جائے تاکہ تنہائی میں اللہ ﷻ کی عبادت، نفلی نماز، تلاوت قرآن مجید، تسبیح و تحمید، تہلیل و تکبیر، توبہ و استغفار، دعا و مناجات وغیرہ کرے۔ یہ سارے ہی کام عبادات ہیں۔ اس اعتبار سے اعتکاف گویا مجموعہ عبادات ہے۔^(۲)

اعتکاف کے احکام و مسائل

- ①..... اعتکاف کرنے والے کو چاہئے کہ 20 رمضان المبارک کو باقاعدہ مغرب کی نماز مسجد میں پڑھے۔ رات بھر نفلی عبادت، تلاوت قرآن مجید اور ذکر الہی میں مشغول رہے اور 21 رمضان المبارک کو بعد نماز فجر اعتکاف کی مخصوص جگہ میں داخل ہو۔^(۳)
- ②..... اس میں بلا ضرورت شرعی مسجد سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔
- ③..... بیمار کی مزاج پرسی، جنازے میں شرکت، بیوی سے مباشرت اور اس قسم کے دیگر رفاہی اور معاشرتی امور میں حصہ لینا جائز نہیں۔^(۴)
- ④..... بیوی آ کر مل سکتی ہے اور خاوند کے بالوں میں کنگھی وغیرہ کر سکتی ہے۔^(۵)
- ⑤..... خاوند بھی اسے چھوڑنے گھر تک جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی انتظام نہ ہو اور گھر بھی قریب ہو تو اپنی ضروریات زندگی لینے کے لیے گھر جاسکتا ہے۔^(۶)
- ⑥..... غسل کرنے اور چارپائی بستر استعمال کرنے کی بھی اجازت ہے۔^(۷)

① صحیح البخاری: 2041۔ ② شرح مسلم للنووی: 371/1، وفقہ السنہ للسید سابق: 539/1، والمفردات فی غریب القرآن: 343۔ ③ سنن أبي داود: 2152۔ ④ سنن أبي داود: 2160۔ ⑤ صحیح البخاری: 2038۔ ⑥ صحیح البخاری: 2035۔ ⑦ صحیح ابن حزمہ: 2160۔

④..... اعتکاف جامع مسجد میں کیا جائے، جہاں جمعۃ المبارک کی نماز بھی ہوتی ہو۔⁽¹⁾

⑤..... خواتین بھی اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں لیکن ان کے لیے اعتکاف کی جگہ مساجد ہی ہیں، نہ کہ گھر جیسا کہ بعض مذہبی حلقوں میں گھروں میں اعتکاف بیٹھنے کا رواج ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات بھی اعتکاف بیٹھتی رہی ہیں اور ان کے خیمے مسجد نبوی ہی میں لگتے تھے۔⁽²⁾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ﴾

”اور تم عورتوں سے مباشرت نہ کرو اس حال میں کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کرنے والے ہو۔“⁽³⁾

اس آیت کریمہ سے بھی واضح ہوا کہ اعتکاف مسجد میں کیا جاتا ہے۔ اس لئے عورتوں کا گھروں میں اعتکاف بیٹھنے کا رواج بے اصل اور قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف ہے۔ تاہم یہ نفلی عبادت ہے، بنا بریں جب تک عورتوں کے لیے کسی مسجد میں الگ مستقل جگہ نہ ہو جہاں مردوں کی آمد و رفت کا سلسلہ بالکل نہ ہو، اس وقت تک عورتوں کو مسجد میں اعتکاف نہیں بیٹھنا چاہئے۔

⑥..... اگر کسی کو اعتکاف کے لیے دس دن میسر نہ آسکیں تو جتنے دن بھی میسر ہوں اتنے دنوں کا اعتکاف کر لینا چاہئے حتیٰ کہ ایک رات کا اعتکاف بھی درست ہے۔ نیز اعتکاف کے لیے روزہ ضروری نہیں لیکن اگر رمضان المبارک میں اعتکاف کیا ہے تو پھر لازماً فرض روزے رکھنے ہی پڑیں گے۔ الا یہ کہ روزہ نہ رکھنے کا کوئی شرعی عذر موجود ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔⁽⁴⁾

⑩..... بیوی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اعتکاف بیٹھے۔

⑪..... استحاضہ والی عورت نماز بھی پڑھ سکتی ہے اور طواف بھی کر سکتی ہے۔ لہذا اس کے لئے اعتکاف بیٹھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

نوٹ:..... خون حیض بلوغت کی علامت ہے، اس کے برعکس استحاضہ بیماری کی علامت ہے۔ چونکہ یہ خون حیض سے پہلے بھی آتا ہے اور اس کے بعد بھی نہیں رکتا، اس لیے بعض

خواتین اسے بھی حیض کا خون سمجھ کر نماز چھوڑے رکھتی ہیں۔ لہذا اس مسئلے کو بالوضاحت سمجھنا ضروری ہے:

(ا) خون حیض گاڑھا سیاہ اور کسی قدر بدبودار ہوتا ہے۔ جب یہ ختم ہوتا ہے تو خاکی یا زرد رنگ کی رطوبت خارج ہوتی ہے مگر وہ حیض نہیں ہوتی جبکہ خونِ استحاضہ پتلا اور زرد رنگ کا ہوتا ہے۔

(ب) اگر خاتون حیض اور استحاضہ کا فرق پہچانتی ہے تو وہ اس کے مطابق عمل کرے گی۔ یعنی حیض آنے پر نماز چھوڑ دے گی اور حیض کے بعد استحاضہ کے دوران ہر نماز کے لیے تازہ وضو کر کے نماز ادا کرے گی۔

(ج) اگر اسے دونوں خونوں کی پہچان نہیں، البتہ حیض وقت پر آتا ہے تو وہ عادت کے دنوں میں نماز کو ترک کرے گی اور اس کے بعد جو خون آئے گا، اسے استحاضہ سمجھے گی۔

(د) اگر اسے دونوں خونوں کی پہچان نہیں اور حیض بھی عادت کے مطابق نہیں آتا تو وہ اپنی قریبی رشتہ دار اور ہم عمر خاتون کی عادت کے مطابق عمل کرے گی حتیٰ کہ اسے پہچان ہو جائے یا اس کی اپنی عادت بن جائے۔

(۱۲)..... اعتکاف عبادت ہے۔ اس لئے اس کے لیے بھی نیت ضروری ہے؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہر عبادت کے لئے نیت کو لازمی قرار دیا ہے۔^(۱)

معلوم ہونا چاہئے کہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے، نہ کہ زبان سے خود ساختہ الفاظ کہنے کا جیسا کہ بعض لوگوں نے اپنے پاس سے مسجد میں داخل ہو کر اعتکاف کے لیے نَوَيْتُ سُنَّةَ الْاُعْتِكَافِ ”میں نے اعتکاف کی نیت کی“ کے الفاظ مختص کر رکھے ہیں۔ یہ بے اصل، بے سند اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں، اس لئے ان سے بچنا چاہئے۔

اختتامِ اعتکاف

شوال (عید) کا چاند نظر آنے پر اعتکاف ختم ہو جاتا ہے۔ اب معتکف جائے اعتکاف

سے گھر روانہ ہو جائے اللہ ذوالجلال والا کرام کا شکر ادا کرے اور دعائیں کرے کہ حقیر نذرانہ بارگاہ الہی میں قبول ہو۔

آج کل یہ رواج ہو گیا ہے کہ اعتکاف بیٹھنے والوں کو بڑے اہتمام کے ساتھ نکالا جاتا ہے، نوٹوں اور پھولوں کے ہار پہنائے جاتے ہیں اور باقاعدہ مووی بناتے ہوئے جلوس کی شکل میں انہیں گھر چھوڑا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ تمام باتیں غیر شرعی اور نیکی کو ضائع کر دینے والی ہیں، ان سے بچنا بہت ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ صرف وہ عمل ہی قبول کرتا ہے جو اخلاص کے ساتھ اس کی رضا پر مبنی ہو (صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے ہی نیکی کی جائے، کوئی اور مقصد نہ ہو)۔“⁽¹⁾

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے روز اللہ ﷻ منادی کرادے گا کہ جس شخص نے اللہ کی رضا مندی کی بجائے لوگوں کے دکھاوے کے لیے عمل کیا تو آج وہ ان ہی لوگوں کے پاس جا کر اس کا ثواب طلب کرے جنہیں دکھانے کے لیے اس نے وہ کام کیا تھا۔“⁽²⁾

شب قدر کی فضیلت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”بلاشبہ ہم نے اس (قرآن کو) شب قدر میں نازل فرمایا اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر ایک ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اس (رات) میں فرشتے اور روح (جبریل) اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے نازل ہوتے ہیں۔ (وہ رات) طلوع فجر تک سلامتی (ہی سلامتی) ہے۔“⁽³⁾

رسول اللہ ﷺ نے اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”جس نے شب قدر میں قیام کیا (عبادت کی) ایمان اور احتساب کے ساتھ اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“⁽⁴⁾

لیلۃ القدر کی تلاش

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی تھی (اب) اسے بھول گیا (یا مجھے بھلا دی گئی) پس تم اسے رمضان کے آخری دنوں کی طاق راتوں کو تلاش کرو۔“⁽¹⁾

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آخری عشرے کی طاق راتوں، 21 ویں، 23 ویں، 25 ویں، 27 ویں اور 29 ویں، میں سے کوئی رات شب قدر ہوتی ہے۔ اس کو متعین طور پر نہیں بتلایا گیا تاکہ لوگ زیادہ راتوں کو قیام کر سکیں۔ اگر متعین کر دیا جاتا تو لوگ صرف اسی رات قیام کرتے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو آپ ﷺ رات کا بیشتر حصہ جاگ کر گزارتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور (عبادت میں) خوب محنت کرتے اور کمر کس لیتے۔“⁽²⁾

شب قدر سے محرومی

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”یہ جو مہینہ تم پر سایہ فگن ہوا ہے، اس میں ایک رات ایسی ہے جو (قدر و منزلت کے اعتبار سے) ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے، جو شخص اس کی سعادت حاصل کرنے سے محروم رہا، وہ بھلائی سے محروم رہا اور اس کی بھلائی سے بے نصیب شخص ہی محروم رہتا ہے۔“⁽³⁾

لیلۃ القدر کی نشانیاں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شب قدر کی صبح کو سورج کے بلند ہونے تک اس کی شعاع

نہیں ہوتی، وہ ایسے ہوتا ہے جیسے تھال۔“ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شب قدر کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کس کو یاد ہے کہ اس رات جب چاند چڑھا تھا تو ایسے تھا کہ جیسے بڑے تھال کا کنارہ۔“⁽¹⁾

ایک اور روایت میں ہے: ”شب قدر بڑی آسانی سے گزرنے والی معتدل رات ہے، اس میں زیادہ گرمی ہوتی ہے نہ ٹھنڈک، اس کی صبح کا سورج اس طرح طلوع ہوتا ہے کہ اس کی سرخی مدہم ہوتی ہے۔“⁽²⁾

شب قدر کی خصوصی دعا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ رات لیلة القدر ہے تو میں کیا پڑھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دعا پڑھو:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تَحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي))

”اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، پس مجھے بھی معاف کر دیجئے۔“⁽³⁾

صدقہ فطر کے احکام و مسائل

فریضیت صدقہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد، غلام، مرد، عورت اور چھوٹے، بڑے مسلمان پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو بطور صدقہ فطر ادا کرنا فرض کیا ہے۔“⁽⁴⁾

صدقہ فطر کے لیے صاحب نصاب ہونا شرط نہیں

درج بالا حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس صدقہ کی ادائیگی ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، چاہے امیر ہو یا غریب کیونکہ ایک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو روزہ داروں کی

(1) مسند طرابلسی: 349، صحیح ابن خزیمہ: 231/3، مسند بزار: 486/6، شیخ سلیم الہلالی اور شیخ علی حسن عبدالمجید نے اس روایت کی سند کو حسن کہا ہے۔ صفة صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ: 90۔ (2) صحیح ابن خزیمہ: 231/3۔ (3) صحیح ابن ماجہ: 3105۔ (4) صحیح البخاری: 1503۔

تطہیر بتلایا ہے جو امیر اور غریب دونوں کے لیے ضروری ہے۔ دوسرے آپ ﷺ نے جن الفاظ میں اس کی ادائیگی کا حکم دیا ہے، ان میں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے امیر و غریب کے درمیان اس مسئلے میں فرق کا کوئی پہلو نکلتا ہو، اس لئے غریبوں کو بھی صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے۔

صدقہ فطر کا مقصد

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر فرض کیا (جس کا ایک مقصد) روزے دار کو بے

ہودہ گوئی اور فحش کلامی سے پاک کرنا ہے اور (دوسرا مقصد) غرباء و مساکین کی

خوراک کا انتظام ہے۔“⁽¹⁾

صدقہ فطر کی ادائیگی

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ صدقہ فطر نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے۔⁽²⁾

پس ”جس شخص نے نماز عید کے لیے جانے سے قبل اسے ادا کیا اس کی زکاۃ مقبول ہے اور جو

شخص نماز کے بعد ادا کرے گا تو اس طرح زکاۃ الفطر ادا نہ ہوگی بلکہ یہ عام صدقات کی طرح

ایک صدقہ ہوگا۔“⁽³⁾

صدقہ فطر کس جنس سے ادا کیا جائے

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم گندم یا

جو یا کھجور یا پنیر یا مٹھی سے ایک صاع صدقہ کرتے تھے۔⁽⁴⁾

اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ فطر ہر اس غلے سے دیا جاسکتا ہے جو انسان بطور خوراک

استعمال کرتا ہے۔ ہمارے ہاں گیهوں، چنے، جو، مکئی، باجرہ، جوار، چاول وغیرہ اجناس خوردنی

ہیں اور لوگ انہیں بطور خوراک استعمال کرتے ہیں۔ لہذا ان میں سے جو جنس زیادہ استعمال کرتا

ہے؛ اس سے وہ صدقہ فطر ادا کر سکتا ہے۔

(1) صحیح أبو داود: 1609. (2) صحیح البخاری: 1503. (3) صحیح ابن ماجہ: 1480. (4) صحیح

البخاری: 1506.

صدقہ فطر کی مقدار

صدقہ فطر کی مقدار ایک صاع حجازی ہے، جس کا وزن آج کل کے حساب سے ڈھائی کلو کے قریب ہے۔

صدقہ فطر کا مصرف

صدقہ فطر کے اصل مستحق صرف غرباء و مساکین ہیں جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ امام ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”صدقہ فطر کی تقسیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ آپ نے اسے صرف مساکین کے ساتھ ہی خاص رکھا اور قرآن میں مذکور آٹھ قسموں پر اسے مٹھی مٹھی کر کے تقسیم نہیں کیا اور نہ اس کا حکم ہی دیا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ و تابعین نے ایسا کیا۔“⁽¹⁾

عید الفطر کے احکام و مسائل

غسل کرنا

عید کے دن غسل کرنا، عمدہ لباس پہننا اور خوشبو کا استعمال کرنا مستحبات میں سے ہے۔⁽²⁾

عید کے دن روزہ منع ہے

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزے سے منع فرمایا ہے۔⁽³⁾

کھجوریں کھانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن کھجوریں کھائے بغیر عید گاہ کی طرف نہیں جاتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوریں طاق عدد میں (1، 3، 5 یا 7) کھاتے تھے۔⁽⁴⁾

عید گاہ کو نکلنا

نماز عید باہر کھلے میدان ”عید گاہ“ میں ادا کرنا سنت سے ثابت ہے۔ ایک قافلے نے

(1) زاد المعاد: 1/151. (2) موطأ مالک: 1/177. (3) صحیح البخاری: 1991. (4) صحیح البخاری: 953.

گزشتہ روز چاند دیکھنے کی گواہی دی تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ: ”جب صبح ہو تو عید گاہ کی طرف نکل آئیں۔“^(۱)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عید کے لئے مسجد کو نہیں بلکہ عید گاہ ہی کو ہمیشہ اختیار فرمایا ہے۔ لہذا اصلی اہل سنت وہی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی ہر سنت مبارکہ کے ساتھ قولاً و عملاً محبت کرے۔

تَعَصَى الرَّسُولَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ
هَذَا لَعَمْرِي فِي الْقِيَاسِ بَدِيعُ
لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ
إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعُ

”رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کا تم دعویٰ کرتے ہو اور دوسری طرف ان کی نافرمانی کرتے ہو، زندگی گواہ ہے کہ یہ انتہائی عجیب بات ہے جو عقل میں نہیں آتی، اگر آپ کی محبت سچی ہوتی تو ضرور رسول اللہ ﷺ کی غیر مشروط اطاعت کرتے کیونکہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا تابع دار ہوتا ہے۔“

عید کا وقت

عید کا وقت وہی ہوتا ہے جو اشراق کا ہے، یعنی جب سورج دو نیزوں کے برابر بلند ہو جائے۔^(۲)

عید گاہ پیدل آنا جانا

عید گاہ کو پیدل جانا اور پیدل ہی واپس آنا، اور آتے جاتے راستہ تبدیل کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔^(۳)

مستورات عید گاہ ضرور جائیں

عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ عید گاہ جائیں حتیٰ کہ حائضہ عورتیں بھی جائیں لیکن وہ

نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں البتہ مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔^(۱)
لیکن یہ از حد ضروری ہے کہ عورتیں مکمل با پردہ ہو کر نکلیں۔ خوشبو نہ لگائیں اور ظاہری
زیب و زینت تک سے گریز کریں۔ ورنہ نیکی برباد اور گناہ لازم ہو جائے گا۔

تکبیرات

عید گاہ کو جاتے ہوئے بلند آواز میں تکبیریں کہنی چاہئیں۔ تاہم خواتین قدرے پست
آواز میں کہیں۔^(۲)

تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ^(۳)
اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا^(۴)
اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا اللَّهُ أَكْبَرُ وَأَجَلُّ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ^(۵)

عیدین کی نماز میں پہلے نماز اور پھر خطبہ دینا مسنون ہے

رسول اللہ ﷺ ہمیشہ عید کی نماز پہلے پڑھاتے اور خطبہ عید بعد میں دیا کرتے تھے۔^(۶)
ہمارے لیے بھی اسی طرح کرنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا
کرو، بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔“^(۷)

پس رسول اللہ ﷺ کے منج اور طریقے کو ہر وقت سامنے رکھنا ضروری ہے؛ اس لئے کہ جو
اقوال و افعال اس کے مطابق ہوں گے، صرف وہی بارگاہِ الہی میں مقبول ہوں گے اور باقی
سب مردود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے طریقے پر نہیں
تو وہ مردود ہے۔“^(۸)

(۱) صحیح البخاری: 981. (۲) سنن البیہقی: 279/3. (۳) إرواء الغلیل: 125/3. (۴) صحیح مسلم: 601. (۵) مصنف ابن أبی شیبہ: 489/1. (۶) صحیح البخاری: 962. (۷) الحجرات 1:49. (۸) صحیح مسلم: 132/5، حدیث: 4590.

نماز عید کا مسنون طریقہ

نماز عید کے لئے نہ اقامت ہے اور نہ اذان۔^(۱)

با وضو ہو کر قبلہ رخ منہ کر کے اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع الیدین کریں، یعنی دونوں ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں کے برابر اٹھائیں۔^(۲)

پھر سینے پر ہاتھ باندھیں اور دعائے استفتاح پڑھیں۔

پھر سورۃ فاتحہ سے پہلے ٹھہر ٹھہر کر سات تکبیریں کہیں۔

ہر تکبیر پر رفع الیدین کریں اور ہر تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیں۔

پھر امام صاحب اونچی آواز سے تلاوت کریں اور مقتدی چپ چاپ سنیں۔

رسول اللہ ﷺ نے عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں سورۃ ق اور سورۃ الانبیاء پڑھیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ غاشیہ پڑھی جائے۔

دوسری رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔ ان تکبیروں میں رفع

الیدین کریں اور ہر تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیں۔ پھر دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیریں۔

نماز عید کے بعد لوگوں کو خطبے میں وعظ و نصیحت کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ جاتے، سب سے پہلے نماز پڑھتے،

پھر خطبہ دیتے جب کہ لوگ صفوں میں بیٹھے رہتے خطبہ میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے اور پھر

واپس لوٹتے۔^(۳)

نماز عیدین میں دو خطبوں کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں ملتا۔ یہ صرف جمعۃ المبارک پر

قیاس ہے جو کسی طور درست نہیں؛ کیونکہ عبادات میں قیاس کا دخل نہیں۔ صحیح احادیث میں ایک

ہی خطبے کا ذکر ہے۔

عیدین کا خطبہ منبر پر نہ دیا جائے۔^(۴)

(۱) صحیح مسلم: 887. (۲) صحیح البخاری: 738. (۳) صحیح البخاری: 956. (۴) صحیح

الحارثی: 956.

مبارک باد دینے کا طریقہ

نمازِ عید کے بعد مسلمان آپس میں ملاقات کریں تو ایک دوسرے کو عید کی مبارک ان الفاظ میں دیں: ”تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْكَ“

”اللہ ﷻ ہم سب کے روزے عید اور دیگر اعمالِ صالحہ قبول فرمائیں“

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

”اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا کی تمام بھلائیاں عطا فرما اور آخرت میں بھی ہر قسم کی بھلائی سے مالا مال فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے نجات دے۔“

شوال کے چھ روزے

اہل ایمان رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف بہت زیادہ راغب تھے۔ اب اس کے جانے پر وہ اداس ہو گئے تھے۔ عید کی خوشی کے بعد رمضان کی سحری اور افطاری کے خوبصورت مناظر نگاہوں کے سامنے آتے تو وہ آبدیدہ ہو جاتے، لہذا اللہ رب العزت کی طرف سے شوال کے روزے بطور تحفہ میسر آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ»

”جس نے رمضان کے روزے رکھے، اس کے بعد شوال کے چھ (نفل) روزے رکھے تو یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی مانند ہے۔“^①



عقیدہ توحید تمام نیک اعمال کی بنیاد ہے

یہاں یہ ذکر کرنا بھی انتہائی ضروری ہے کہ توحید تمام اعمال صالحہ کی اصل ہے۔ اگر توحید نہیں تو تمام اعمال بے کار، لغو اور بے سود ہیں۔ توحید نہیں تو ایمان نہیں۔ توحید اور شرک ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ توحید کے بغیر نجات نہیں اور شرک کی موجودگی میں نجات ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ
وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۝﴾

”بے شک اللہ تعالیٰ یہ گناہ ہرگز نہیں بخشتا کہ اسکے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس گناہ کو جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا۔ اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، وہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔“⁽¹⁾

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۚ﴾

”بے شک جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ نے اُس پر جنت حرام کر دی ہے اور اُس ٹھکانا جہنم ہے۔“⁽²⁾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ»

”جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا تھا وہ آگ میں داخل ہوگا۔“⁽³⁾

لہذا روزے کی قبولیت کے لیے شرط اول یہ ہے کہ اللہ ﷻ کو اس کی ذات و صفات میں یکتا مانا جائے اور تسلیم کیا جائے کہ اللہ کی نہ بیوی ہے اور نہ اولاد..... کوئی اللہ کے نور کا ٹکڑا

”نُورٌ مِّنْ نُورِ اللَّهِ“ نہیں..... اللہ ﷻ کا کسی انسان میں اتر آنے کا عقیدہ، حلول، وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کھلا شرک ہے..... یہ بھی مانا جائے کہ کائنات کے تمام امور صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ و اختیار میں ہیں..... عزت و ذلت اسی کے پاس ہے..... ہر نیک و بد کا وہی مشکل کشا اور حاجت روا ہے..... نفع و نقصان کا مالک بھی وہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کو ذرا سا بھی اختیار نہیں..... ہر چیز پر اسی کی حکومت ہے اور کوئی اللہ کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہیں دے سکتا..... صرف اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا..... اس کے علاوہ ہر چیز کو فنا ہے..... یہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ لوگوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی گزارنے کا طریقہ، یعنی دین نازل کرے..... کیونکہ حلال و حرام کا تعین کرنا اور دین سازی اسی کا حق ہے اور حقیقی اطاعت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے..... چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ دین، محمد ﷺ کے ذریعے سے ہمارے پاس بھیجا..... لہذا آج اللہ ﷻ کی اطاعت کا واحد ذریعہ وہ احکام ہیں جو محمد ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے ذریعے سے پوری امت تک پہنچائے..... اور ائمہ حدیث (رضی اللہ عنہم) نے کتب احادیث میں اس طریقے کو صحیح سند سے محفوظ کر دیا..... کتاب و سنت کی بجائے کسی مرشد، پیر، امام، یا لیڈر کے نام پر فرقہ بندی کی اسلام میں کوئی اجازت نہیں ہے اور کسی پارلیمنٹ کو بھی ہرگز ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مسلمانوں کی زندگی اور موت کے تمام معاملات پر مشتمل ایسے مالیاتی، تفریاتی، اقتصادی، سیاسی، سماجی اور بین الاقوامی قوانین بنائے جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے خلاف ہوں..... لہذا روزے رکھنے سے قبل مذکورہ تمام عقائد پر ایمان لانا ضروری ہے..... کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی عمل کی قبولیت کا انحصار بالترتیب تین چیزوں پر ہے: ① عقیدے کی درستی ② نیت کی درستی ③ عمل کی درستی..... ان میں سے کسی ایک میں خلل واقع ہونے سے سارا عمل مردود ہو جاتا ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ

”اے الہی! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ میں شریک ٹھہراؤں تیرا (کسی کو) جب کہ میں جانتا بھی ہوں اور میں بخشش مانگتا ہوں تجھ سے ان غلطیوں کی جنہیں میں نہیں جانتا۔“

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى نَبِيِّنَا وَحَبِيبِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

فِرَاقِ بَارِئِ تَعَالٰی

﴿وَمَا أَتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَاْخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُم عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾
 ”اور جو کچھ رسول (ﷺ) تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تمہیں منع کر دے، اس سے رک جاؤ۔“ [الحشر 59: 7]

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ﴾
 ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے آگے مت بڑھو۔“ [الحجرات 49: 1]

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اطِيعُوْا اللّٰهَ وَاطِيعُوْا الرَّسُوْلَ وَلَا تَبْطُلُوْا اَعْمَالَكُمْ﴾
 ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو (اور کسی امام، بزرگ، پیر فقیر یا گدی نشین کے پیچھے لگ کر) اپنے اعمال برباد نہ کرو۔“ [محمد 47: 33]

ارشادِ نبوی ﷺ

﴿كُلُّ اُمَّتٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى﴾. قِيْلَ: وَمَنْ يٰۤاَبٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى».
 ”میری ساری کی ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اُس شخص کے جس نے خود جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون (بد نصیب) ہے جو خود جنت میں جانے سے انکار کر دے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی تو گویا اس (بد نصیب) نے خود جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔“ [صحیح البخاری: 7280]